احکام اسلامی کا فلسفہ
نہج البلاغہ کی روشنی میں ایک مطالعہ

روشن علی*

roshanali007@yahoo.com

کلیدی الفاظ: انبیاء کرام، احکام اسلامی ، ایمان، فروعات دین ،صلہ رحمی، حدود شرعیہ،

خلاصہ

اللہ نے آنحضرت ﷺ کو ایسی کتاب و شریعت عطا کی جو تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت ہے۔آپؐ نے اس دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے انسانیت کی رشد و ہدایت کے لیے دو گرانقدر چیزیں چھوڑیں۔ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب دوسرے آپؐ کے اہل بیت اطہار ہیں۔ آپ ﷺ کے اہل بیتؑ میں سے حضرت علی علیہ السلام کے کلام کا ایک مجموعہ نہج البلاغہ کی صورت میں ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے جس میں زندگی گزارنے کے تمام اصول موجود ہیں۔نہج البلاغہ میں احکام اسلامی کا فلسفہ بیان ہوا ہے۔ ے۔حضرت نے نہج البلاغہ میں ایمان کے بعد فروعات دین کا فلسفہ بیان فرمایا ہے۔اس کے بعد صلہ رحمی جیسے اہم معاشرتی حکم کو ذکر کیا ہے اور اس کے بعد حدود اور قصاص اور بعض منکرات سے ممانعت کا فلسفہ بیان کیا ہے۔اس مقالہ میں ۲۰ احکام اسلامی کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے، جن میں سے ہر ایک حکم کی قرآن و حدیث کی روشنی میں مختصر انداز میں وضاحت کی گئی ہے۔ایمان سے لے کر اطاعت تک، نماز سے لے کر نہی عن المنکر تک ،ایک ایک فقرہ علوم و معارف کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر محسوس ہوتا ہے۔ان میں عقائد سے لے کر عمل صالح تک، سیاست سے لے کر معاشرہ تک ہر ایک کو اعلیٰ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

مقدمہ

نہج البلاغہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔اس میں اپنی روح پھونک دی۔ پھر اسے مسجود ملائکہ قرار دیا۔اس کے بعد اسے اپنا نائب بنایا۔اسے وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔اللہ نے انسان کو علم و شریعت عطا کیا تاکہ وہ گمراہی سے محفوظ رہے اور اللہ وحدہ لاشریک کی اطاعت و بندگی سے دور نہ ہو جائے۔ جیسے جیسے انسانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا ویسے ان میں اختلافات اور خرافات کا بھی اضافہ ہوتا گیا۔اللہ نے ان کے اختلاف کو مٹانے اور ان کو یکجا جمع کرنے کے لیے اپنی طرف سے ضرورت کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے احکام دے کر بھیجتا رہا۔انبیاء علیہم السلام کی آمد کا یہ سلسلہ چلتا ہوا آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبیؐ بنایا۔اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی کتاب و شریعت عطا کی ،جو تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو گمراہی سے نکالا، نور کی طرف لے آئے اور انہیں راہ راست پر لگا دیا۔اس دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے انسانیت کی رشد و ہدایت کے لیے دو گراند قدر چیزوں کو چھوڑا، ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب دوسرے آپ ﷺ کے اہل بیت اطہارؑ۔ان میں سے ایک امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں ، جنہوں نے ہر ممکن لوگوں کی ہدایت کی اور دنہیں دین اسلام سے روشناس کیا۔آپ علیہ السلام کے کلام کا ایک مجموعہ نہج البلاغہ کی صورت میں ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے ، جو کہ ایک انسان ساز

---

* ۔اسٹنٹ پروفیسر اسلام آباد ماڈل کالج فار بوائز، ایف 10/3 اسلام آباد

نسخہ ہے۔ اس میں زندگی گزارنے کے تمام اصول موجود ہیں۔ان میں سے آپ علیہ السلام نے چند اسلامی احکام کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے احکام اسلامی کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے مختصر عبارت میں مفاہیم کے دریا سمو دیئے ہیں۔ ایک ایک جملہ میں اس طرح بیان کر دیا ہے کہ گویا کوزے میں سمندر کو بند کر دیا ہے۔ یہاں پر ہم اس مقالہ میں ان احکام اسلامی کا تذکرہ کریں گے۔

(ا) ایمان

نہج البلاغہ میں امیر المؤمنین حضرت علی ابن طالب علیہ السلام چند اسلامی احکام کا فلسفہ بیان کیا ہے جن میں سے پہلا ایمان کا فلسفہ بیان کیا ہے:

"فَرَضَ اللهُ الْإِيمَانَ تَطْهِيراً مِنَ الشِّرْكِ۔" (1)

"اللہ تعالیٰ نے ایمان کا فریضہ عائد کیا شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنے کے لیے۔"

ایمان ہستی خالق کے اقرار اور اس کی یگانگت کے اعتراف کا نام ہے، اور جب انسان کے قلب و ضمیر میں یہ عقیدہ رچ بس جاتا ہے تو کسی دوسرے کے آگے جھکنا گوارا نہیں کرتا، اور نہ ہی کسی طاقت سے مرعوب ہوتا ہے نہ متاثر بلکہ ذہنی طور پر تمام بندھنوں سے آزاد ہو کر خود کو خدائے واحد کا حلقہ بگوش تصور کرتا ہے۔اور اس طرح توحید سے وابستگی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا دامن شرک کی آلودگیوں سے آلودہ نہیں ہونے پاتا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر امام علی علیہ السلام ایمان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ تک رسائی کے لیے وسیلہ کہتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُونَ إِلَى اللهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى الْإِيمَانُ بِهِ وَ بِرَسُولِهِ۔" (2)

یعنی "اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لیے بہترین وسیلہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا ہے۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو اس لیے فرض کیا کہ اس کے ذریعے انسان اللہ کے قریب ہو جائے اور جب انسان اللہ کے قریب ہوگا تو وہ شیطانی نجاستوں جیسے شرک وغیرہ سے پاک ہو جائے گا۔ کتنا عظیم ہے یہ جملہ کہ **"اللہ نے ایمان کو تمہیں شرک سے پاک کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔"** یہ جملہ اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے کہ توحید کی حقیقیت اور اللہ کی معرفت ہر انسان کی فطرت میں موجود ہے۔یعنی انسان فطری طور پر موحد ہے لیکن حالات اسے بدل دیتے ہیں۔ ایک حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ " كل مولود يولد على الفطرة فابواه يهودانه او ينصرانه او يمجسانه۔" (صحيح البخاري ـ كتاب الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين ـ حديث: 1330) ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پس اس کے والدین اسے بنا دیتے ہیں یہودی، عیسائی یا مجوسی۔ اور شرک کی کثافت ایک عارضی نجاست ہے۔ اسلام آیا ہی اسی لیے ہے کہ دلوں کو پاکیزہ بنائے اور زمین کو کفر و شرک کی نجاستوں سے پاک کرے۔

(۲) نماز

نماز کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"الصَّلَاةَ تَنْزِيهاً عَنِ الْكِبْرِ۔" (3)

"نماز کو فرض کیا تکبر سے بچانے کے لیے۔"

نماز عبادات میں سب سے بڑی عبادت ہے، جو قیام و قعود اور رکوع و سجود پر مشتمل ہوتی ہے اور یہ اعمال غرور و نخوت کے احساسات کو ختم کرنے اور کبر و انانیت کو مٹانے اور عجز و فروتنی کے پیدا کرنے کا کامیاب ذریعہ ہے۔ کیونکہ متکبّرانہ افعال و حرکات سے نفس میں تکبر و رعونیت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور منکسرانہ اعمال سے نفس میں تذلل و خشوع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ ان اعمال کی بجا آوری سے انسان متواضع اور منکسر المزاج ہو جاتا ہے۔

چنانچہ وہ عرب کہ جنکے کبر و غرور کا یہ عالم تھا کہ افران کے ہاتھ سے کوڑا گر پڑتا تھا تو اسے اٹھانے کے لیے جھکنا گوارانہ کرتے تھے اور چلتے ہوئے جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاتا تھا تو جھک کر اسے درست کرنا عار سمجھتے تھے سجدوں میں اپنے چہرے خاک مذلت پر بچھانے لگے اور نماز جماعت میں دوسروں کے قدموں کی جگہ اپنی پیشانیاں رکھنے لگے اور غرور و عصبیت جاہلیت کو چھوڑ کر اسلام کی صحیح روح سے آشنا ہو گئے۔(4)

اسی طرح ایک اور مقام پر حضرت علی علیہ السلام نے نماز کو مکمل دین کہتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"وَإِقَامُ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا الْمِلَّةُ۔" (5)

"نماز کی پابندی کہ وہ عین دین ہے۔"

اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔" (6)

ترجمہ: "نماز کے پابند رہو کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے اور خدا کا ذکر بہت بڑا ہے۔"

یہی نماز تمام بری باتوں سے روکتی ہے جن میں سے ایک بری بات تکبر بھی ہے۔

(۳) زکوٰۃ

زکوٰۃ کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"وَالزَّكَاةَ تَسْبِيباً لِلرِّزْقِ۔" (7)

"زکوٰۃ کو فرض کیا رزق میں اضافے کا سبب بنانے کے لیے۔"

ہر با استطاعت مسلمان اپنے مال میں سے ایک مقررہ مقدار سال بہ سال ان لوگوں کو دے کہ جو وسائل حیات سے بالکل محروم یا سال بھر کے آزوقہ کا کوئی ذریعہ نہ رکھتے ہوں۔ یہ اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے جس سے غرض و یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ کی کوئی فرد محتاج و مفلس نہ رہے اور احتیاج و افلاس سے جو برائیاں پیدا ہوتی ہیں ان سے محفوظ رہیں اور اس کے علاوہ یہ بھی مقصد ہے کہ دولت چلتی پھرتی اور ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہوتی رہے اور چند مخصوص افراد کے لیے مخصوص ہو کر نہ رہے جائے۔

اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ ۚ وَھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ۔" (8)

ترجمہ: "اور تم جو چیز خرچ کرو گے وہ اس کا (تمہیں) عوض دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

"مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً۔" (9)

ترجمہ: "کوئی ہے کہ خدا کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے بدلے میں اس کو کئی حصے زیادہ دے گا؟"

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

"مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ؕ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔" (10)

ترجمہ: ''جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے، وہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''

اسی طرح ای حدیث رسول ﷺ کی میں اس طرح ارشاد ہے:

''حدثنا إسماعيل، قال: حدثني أخي، عن سليمان، عن معاوية بن أبي مزرد، عن أبي الحباب، عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: " ما من يوم يصبح العباد فيه، إلا ملكان ينزلان، فيقول أحدهما: اللهم أعط منفقا خلفا، ويقول الآخر: اللهم أعط ممسكا تلفا۔'' (11)

یعنی ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے: اے میرے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا عوض اور بدلہ عطا کر اور نہ دینے والے کے (مال کو) تلف کر دے۔''

(۴) روزہ

روزہ کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

''الصِّيَامَ ابْتِلَاءً لِإِخْلَاصِ الْخَلْقِ۔'' (12)

''روزہ کو فرض کیا مخلوق کے اخلاص کو آزمانے کے لیے۔''

روزہ وہ عبادت ہے جس میں ریا کا شائبہ نہیں ہوتا اور نہ حسن نیت کے علاوہ کوئی اور جذبہ کار فرما ہوتا ہے۔ چنانچہ تنہائی میں جبکہ بھوک بے چین کئے ہوئے ہو، پیاس تڑپا رہی ہو نہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھتا ہے، نہ پانی کی خواہش بے قابو ہونے دیتی ہے، حالانکہ اگر کھا پی لیا جائے تو پیٹ میں جھانک کر دیکھنے والا نہیں ہوتا، مگر ضمیر کا حسن اور خلوص نیت کا جوہر نیت کو ڈانوڈول نہیں ہونے دیتا اور یہی روزہ کا سب سے بڑا فائدہ ہے کہ اس سے عمل میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا محمد بن فضيل، عن أبي سنان، عن أبي صالح، عن أبي هريرة، وأبي سعيد رضي الله عنهما، قالا:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''إن الله عز وجل يقول: إن الصوم لي وأنا أجزي به۔'' (13)

''حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔''

(۵) حج

حج کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

''وَالْحَجَّ تَقْرِبَةً لِلدِّينِ۔'' (14)

''حج کو فرض کیا دین کو تقویت پہنچانے کے لیے۔''

حج کا مقصد یہ ہے کہ حلقہ بگوشان اسلام اطراف واکناف عالم سے سمٹ کر ایک مرکز پر جمع ہوں تاکہ اس عالمی اجتماع سے اسلام کی عظمت کا مظاہرہ ہو اور اللہ کی پرستش و عبادت کا ولولہ تازہ اور آپس میں روابط کے قائم کرنے کا موقع حاصل ہو۔

"لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ۔" (15)

ترجمہ: "تاکہ اپنے فائدے کے کاموں کے لئے حاضر ہوں اور (قربانی کے) ایام معلوم میں چہار پایاں مویشی (کے ذبح کے وقت) جو خدا نے ان کو دیے ہیں ان پر خدا کا نام لیں اس میں سے تم بھی کھاؤ اور فقیر درماندہ کو بھی کھلاؤ۔"

(۲) جہاد

جہاد کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"وَالْجِهَادَ عِزًّا لِلْإِسْلَامِ۔" (16)

"جہاد کو فرض کیا اسلام کو سرفرازی بخشنے کے لیے۔"

جہاد کا مقصد یہ ہے کہ جو قوتیں اسلام کی راہ میں مزاحم ہوں ان کے خلاف امکانی طاقتوں کے ساتھ جنگ آزما ہوا جائے تاکہ اسلام کو فروغ و استحکام حاصل ہو، اگرچہ اس راہ میں جان کے لیے خطرات پیدا ہوتے ہیں اور قدم قدم پر مشکلیں حائل ہوتی ہیں مگر راحت ابدی و حیات دائمی کی نوید، ان تمام مصیبتوں کو جھیل لے جانے کی ہمت بندھاتی رہتی ہے۔اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

"وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ فَإِنَّهُ ذِرْوَةُ الْإِسْلَامِ۔" (17)

"اللہ کی راہ میں جہاد کہ وہ اسلام کی بلند چوٹی ہے۔"

پس اسی جہاد کے ذریعے اللہ دین اسلام کو سربلندی عطا کرتا ہے اور معاشرہ میں موجود فتنہ و فساد کا خاتمہ کرتا ہے۔اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔" (18)

ترجمہ: "اور خدا نے ان کو بادشاہی اور دانائی بخشی اور جو کچھ چاہا سکھایا اور خدا لوگوں کو ایک دوسرے (پر چڑھائی اور حملہ کرنے) سے نہ ہٹاتا رہتا تو ملک تباہ ہو جاتا لیکن خدا اہل عالم پر بڑا مہربان ہے۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

"وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔" (19)

ترجمہ: "اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کے) صومعہ اور (عیسائیوں کے) گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں خدا کا بہت ساذکر کیا جاتا ہے ویران ہو چکی ہوتیں اور جو شخص خدا کی مدد کرتا ہے خدا اس کی ضرور مدد کرتا ہے بیشک خدا توانا اور غالب ہے۔"

اگر کسی وقت اور کسی حالت میں بھی ایک جماعت کو دوسری سے لڑنے بھڑنے کی اجازت نہ ہو، تو یہ اللہ تعالیٰ کے قانونِ فطرت کی سخت خلاف ورزی ہو گی۔ اس نے دنیا کا نظام ہی ایسا رکھا ہے کہ ہر چیز یا ہر شخص یا ہر جماعت دوسری چیز یا شخص یا ہر جماعت کے مقابلہ میں اپنی ہستی برقرار رکھنے کے لیے جنگ کرتی رہے اگر ایسا نہ ہوتا اور نیکی کو اللہ تعالیٰ اپنی حمایت میں لے کر بدی کے مقابلہ میں کھڑا نہ کرتا تو نیکی کا نشان زمین پر باقی نہ رہتا۔ بد دین اور شریر لوگ جن کی ہر زمانہ میں کثرت رہی ہے تمام مقدس مقامات اور یادگاریں ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے مٹا دیتے۔ کوئی عبادت گاہ، تکیہ، خانقاہ، مسجد، مدرسہ محفوظ نہ رہ سکتا۔ بناء علیہ ضروری ہوا کہ بدی کی طاقتیں خواہ کتنی ہی مجتمع ہو جائیں قدرت کی طرف سے ایک وقت آئے

جب نیکی کے مقدس ہاتھوں سے بدی کے حملوں کی مدافعت کرائی جائے۔ اور حق تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرنے والوں کی خود مدد فرما کر ان کو دشمنان حق و صداقت پر غالب کرے بلاشبہ وہ ایسا قوی اور زبردست ہے کہ اس کی اعانت و امداد کے بعد ضعیف سے ضعیف چیز بڑی بڑی طاقتور ہستیوں کو شکست دے سکتی ہے۔

بہر حال اس وقت مسلمانوں کو ظالم کافروں کے مقابلہ میں جہاد و قتال کی اجازت دینا اسی قانونِ قدرت کے ماتحت تھا اور یہ وہ عام قانون ہے جس کا انکار کوئی عقلمند نہیں کر سکتا۔ اگر مدافعت و حفاظت کا یہ قانون نہ ہوتا تو اپنے اپنے زمانہ میں نہ عیسائی راہبوں کے صومعے (کوٹھڑے) قائم رہتے نہ نصاریٰ کے گرجے، نہ یہود کے عبادت خانے نہ مسلمانوں کی وہ مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ یہ سب عبادت گاہیں گرا کر اور ڈھا کر برابر کر دی جاتیں۔ پس اس عام قانون کے ماتحت کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کو ایک وقت مناسب پر اپنے دشمنوں سے لڑنے کی اجازت نہ دی جائے۔

(۷)امر بالمعروف

امر بالمعروف کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"اَلْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ مَصْلَحَةً لِلْعَوَامِّ۔" (20)

"امر بالمعروف کو فرض کیا اصلاح خلائق کے لیے۔"

امر بالمعروف دوسروں کو صحیح راہ دکھانے اور غلط روی سے باز رکھنے کا ایک موثر ذریعہ ہے

(۸) نہی عن المنکر

نہی عن المنکر کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَدْعاً لِلسُّفَهَاءِ۔" (21)

"نہی عن المنکر کو فرض کیا سر پھروں کی روک تھام کے لیے۔"

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اصول تمام الہی ادیان میں موجود ہے اور اسے تمام انبیاء و رسل، ائمہ و مؤمنین کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ یہ مسئلہ صرف شرعی اور فقہی مسئلہ ہی نہیں ہے بلکہ انبیاء و رسل کی رسالت و نبوت کا معیار ااور ان کی بعثت کی ایک علت بھی تھا۔ کیونکہ یہ مادی کائنات حق و باطل، خیر و شر، نیکی و بدی، اچھائی و برائی، نور و ظلمت، اور فضائل و رذائل کے دائمی ٹکراؤ کی جگہ ہے۔

اور یہ امور کبھی آپس میں اس طرح گڈمڈ ہو جاتے ہیں کہ ان کی پہچان اور ان پر عمل سخت مشکل ہو جاتا ہے۔ الٰہی ادیان میں لوگوں کو حق و باطل، خیر و شر، خوب و بد، نور ظلمت اور فضیلت و رذیلت کی پہچان کرواتے ہوئے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ ہر معروف کو انجام دیں اور ہر منکر سے رک جائیں، یوں وہ اس ہدایت کے ذریعے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کیے جاتے ہیں۔ اسی لیے قرآن کریم نے مسلم امۃ کو بہترین امت کہا ہے کہ:

"كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔" (22)

ترجمہ: "تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی انجام دہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو تمام امتوں سے بہترین اور افضل قرار دیا ہے۔

(۹) صلہ رحمی

صلہ رحمی کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"وَصِلَةَ الرَّحِمِ مَنْمَاةً لِلْعَدَدِ۔" (23)

"صلہ رحم (قربتداروں کے حقوق) کو فرض کیا (یار وانصار کی) گنتی بڑھانے کے لیے۔"

صلہ رحمی یہ کہ انسان اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور کم از کم باہمی سلام و کلام کا سلسلہ قطع نہ کرے تاکہ دلوں میں صفائی پیدا ہو اور خاندان کی شیرازہ بندی ہو کر یہ بکھرے ہوئے افراد ایک دوسرے کے دست و بازو ثابت ہوں۔

"وَصِلَةُ الرَّحِمِ فَإِنَّهَا مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ وَمَنْسَأَةٌ فِي الْأَجَلِ۔" (24)

"صلہ رحمی کرنا مال میں مال کی فراوانی اور عمر کی درازی کا سبب ہے۔"

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

"حدثنا أحمد بن محمد قال: أخبرنا عبد الله بن المبارك، عن عبد الملك بن عيسى الثقفي، عن يزيد، مولى المنبعث، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "تعلموا من أنسابكم ما تصلون به أرحامكم، فإن صلة الرحم محبة في الأهل، مثراة في المال، منسأة في الأثر۔" (25)

"حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے انساب کو جانو جن کے ساتھ تم صلہ رحمی کرتے ہو کیونکہ صلہ رحمی اپنے خاندان میں محبت پیدا کرتا ہے، مال میں فراوانی ہوتی ہے اور عمر زیادہ ہوتی ہے۔"

(۱۰) قصاص

قصاص کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"الْقِصَاصَ حَقْناً لِلدِّمَاءِ۔" (26)

"قصاص کو فرض کیا خون ریزی کے انسداد کے لیے۔"

قصاص ایک حق ہے جو مقتول کے وارثوں کو دیا گیا ہے کہ وہ قتل کے بدلے میں قتل کا مطالبہ کریں تاکہ پاداش جرم کے خوف سے آئندہ کسی کو قتل کرنے کی جرات نہ ہو سکے۔ اور وارثوں کے جوش انتقام میں ایک جان زیادہ جانوں کے ہلاک ہونے کی نوبت نہ پہنچے۔ بے شک عفو و درگزر اپنے مقام پر فضیلت رکھتا ہے مگر جہاں حقوق بشر کی پامالی اور امن عالم کی تباہی کا سبب بن جائے، اسے اصلاح نہیں قرار دیا جا سکتا بلکہ اس موقع پر قتل و خون ریزی کے انسداد اور حیات انسانی کی بقا کا واحد ذریعہ قصاص ہی ہوگا۔

"وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰأُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔" (27)

ترجمہ: "اور اے اہل عقل! (حکم) قصاص میں (تمہاری) زندگانی ہے کہ تم (قتل و خونریزی سے) بچو۔"

حکم قصاص بظاہر نظر اگرچہ بھاری معلوم ہو لیکن عقلمند سمجھ سکتے ہیں کہ یہ حکم بڑی زندگانی کا سبب ہے کیونکہ قصاص کے خوف سے ہر کوئی کسی کو قتل کرنے سے رُکے گا تو دونوں کی جان محفوظ رہے گی اور قصاص کے سبب قاتل اور مقتول دونوں کی جماعتیں بھی قتل سے محفوظ اور مطمئن رہیں گی عرب میں ایسا ہوتا تھا کہ قاتل اور غیر قاتل کا لحاظ نہیں کرتے تھے جو ہاتھ آ جاتا مقتول کے وارث اس کو قتل کر ڈالتے تھے اور فریقین میں اس کے باعث ایک خون کی وجہ سے ہزاروں جانیں ضائع ہونے کی نوبت آتی تھی جب خاص قاتل ہی سے قصاص لیا گیا تو یہ تمام جانیں بچ گئیں اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قصاص قاتل کے حق میں باعث حیاتِ اُخروی ہے۔

(۱۱) حدود قائم کرنا

حدود قائم کرنے کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

''وَإِقَامَةَ الْحُدُودِ إِعْظَاماً لِلْمَحَارِمِ۔'' (28)

''حدود شرعیہ کے اجرا کو فرض کیا محرمات کی اہمیت کو قائم کرنے کے لیے۔''

اجرائے حدود کا مقصد یہ ہے کہ محرمات الٰہیہ کے مرتکب ہونے والے کو جرم کی سنگینی کا احساس دلایا جائے تاکہ وہ سزا و عقوبت کے خوف سے منہیات سے اپنا دامن بچا رکھے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''حدثنا يحيى بن بكير، حدثنا الليث، عن عقيل، عن ابن شهاب، عن عروة، عن عائشة رضي الله عنها، قالت: ''ما خير النبي صلى الله عليه وسلم بين أمرين إلا اختار أيسرهما ما لم يأثم، فإذا كان الإثم كان أبعدهما منه، والله ما انتقم لنفسه في شيء يؤتى إليه قط، حتى تنتهك حرمات الله، فينتقم لله۔'' (29)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے ان میں سے آسان کام کو اختیار کیا جب تک کہ کوئی گناہ نہ کرے۔ لیکن جب گناہ ہو جائے تو آپؐ سخت حکم کو اختیار کرتے تھے۔ اللہ کی قسم آپؐ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لیے کوئی انتقام نہیں لیا یہاں تک کہ اللہ کی حرمت پامالی کی جاتی (اللہ کی حدود کی نافرمانی کی جاتی) تو آپؐ اللہ کی خاطر ان کا انتقام لیتے تھے۔''

(۱۲) شراب نوشی ترک کرنا

شراب کے حرام ہونے کے فلسفے کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

''وَتَرْكَ شُرْبِ الْخَمْرِ تَحْصِيناً لِلْعَقْلِ۔'' (30)

''شراب خوری کو ترک کرنا فرض کیا عقل کی حفاظت کے لیے۔''

شراب نوشی ذہنی انتشار، پراگندگی، حواس اور زوال عقل کا باعث ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں انسان وہ قبیح افعال کر گزرتا ہے، جن کی ہوش و حواس کی حالت میں اس سے توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس کے علاوہ یہ صحت کو تباہ اور طبیعت کو وبائی امراض کی پذیرائی کے لیے مستعد کر دیتی ہے اور بے خوابی، ضعف اعصاب اور نقرس وغیرہ امراض اس کا لازمی خاصہ ہیں اور انہی مفاد و مفاسد کو دیکھتے ہوئے شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

''ثنا يعقوب بن إبراهيم البزاز, ثنا أبو حاتم الرازي, نا أبو صالح كاتب الليث, حدثني ابن لهيعة, عن أبي قبيل, عن عبد الله بن عمرو, قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''الخمر أم الخبائث'' (31)

''عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شراب ام الخبائث (تمام خباثتوں کی جڑ) ہے۔''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ شراب ایک ایسا گناہ ہے جس کے ذریعے کئی اور گناہ جنم دیتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں شراب کے حرام اور نجس ہونے کے بارے میں ارشاد ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔" (32)

ترجمہ: "اے ایمان والو! شراب اور جُوا اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام شیطان کے عمل میں سے ہیں۔ پس ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جُوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور بغض ڈلوادے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے۔ کیا تم ان سے باز آ جاؤ گے۔"

(۱۳) چوری سے روکنا

چوری کے حرام ہونے کے فلسفے کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"وَ مُجَانَبَةَ السَّرِقَةِ إِیجَاباً لِلْعِفَّةِ۔" (33)

"چوری سے پرہیز کو فرض کیا پاک بازی کا باعث ہونے کے لیے۔"

دوسروں کے مال میں دست درازی کرنا وہ قبیح عادت ہے جو، حرص و ہوائے نفس کے غلبہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور چونکہ مشتہیات نفس کو حد افراط سے ہٹا کر نقطہء اعتدال پر لانا عفت ہے کہلاتا ہے اس لیے بڑھتی ہوئی خواہش اور طمع کو روک کر چوری سے اجتناب کرنا باعث عفت ہوگا۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے اس فعل قبیح کے انجام دینے والے کے ہاتھ کو کاٹنے کا حکم دیا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

"وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔" (34)

ترجمہ: "جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے فعلوں کی سزا اور خدا کی طرف سے عبرت ہے۔ اور خدا زبردست اور صاحب حکمت ہے۔"

(۱۴) زنا ترک کرنا

زنا کے حرام ہونے کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"تَرْكَ الزِّنَیٰ تَحْصِیناً لِلنَّسَبِ۔" (35)

"زناکاری سے بچنے کو فرض کیا نسب کو محفوظ رکھنے کے لیے۔"

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے زنی کو بے حیائی سے تعبیر کیا ہے، سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے:

"وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ۔" (36)

ترجمہ: "اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔"

(۱۵) لواط ترک کرنا

ترک لواط کے فلسفہ کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"تَرْكَ اللِّوَاطِ تَكْثِیراً لِلنَّسْلِ۔" (37)

" اغلام کے ترک کو فرض کیا نسل بڑھانے کے لیے۔"

اللہ تعالیٰ نے زنا اور لواط کو اس لیے حرام کیا تاکہ نسب محفوظ رہے اور نسل انسانی پھلے پھولے اور بڑھے کیونکہ کہ زنا سے پیدا ہونے والی اولاد، اولاد ہی قرار نہیں پاتی کہ اس سے نسب ثابت ہو۔ اسی لیے اسے مستحق میراث نہیں قرار دیا جاتا اور خلاف فطرت افعال سے نسل کے بڑھنے کا سوال

ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ ان قبیح افعال کے نتیجے میں انسان ایسے امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے جو قطع نسل کے ساتھ زندگی کی بربادی کا سبب ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو جو کہ لواط جیسے فعل قبیح میں مبتلا تھی اس کو اس فعل قبیح کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور قیامت تک آنے والی نسلوں تک اس کو عبرت قرار دیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۔'' (38)

ترجمہ: ''اور جب ہم نے لوط کو پیغمبر بنا کر بھیجا تو اس وقت انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم ایسی بے حیائی کا کام کیوں کرتے ہو کہ تم سے پہلے اہل عالم میں سے کسی نے اس طرح کا کام نہیں کیا؟ خواہش نفسانی کو پورا کرنے کیلئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر گرتے ہو۔ حقیت یہ کہ تم حد سے گزرنے والے ہو۔''

(۱۶) گواہی کا فرض ہونا

گواہی کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

''وَ الشَّهَادَاتِ اسْتِظْهَاراً عَلَى الْمُجَاحَدَاتِ۔'' (39)

''گواہی کو فرض کیا انکارِ حقوق کے مقابلہ میں ثبوت مہیا کرنے کے لیے۔''

قانون شہادت کی اس لیے ضرورت ہوتی ہے کہ اگر ایک فریق دوسرے فریق کے کسی حق کا انکار کرے تو شہادت کے ذریعے اپنے حق کا اثبات کر کے اسے محفوظ کر سکے۔ گواہی کو قرآن کریم میں کثرت سے ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے صرف ایک آیت کریمہ کے ایک حصہ کو ذکر کرتے ہیں:

''هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا۔ '' (40)

ترجمہ: ''جو اس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ مضمون لکھوائے اور اپنے میں سے دو مردوں کو (ایسے معاملے کے) گواہ کر لیا کرو۔ اور اگر دو مرد نہ ہو ں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے گی تو دوسری اسے یاد دلادے گی اور جب گواہ (گواہی کے لئے) طلب کئے جائیں تو انکار نہ کریں۔''

اس آیت کریمہ میں واضح بیان کیا گیا ہے کہ جب بھی لین دین اور قرض وغیرہ کے معاملات کئے جائیں تو ان کو لکھا جائے اور اس پر گواہوں کو مقرر کیا جائے تاکہ کسی فریق کو کوئی نقصان نہ ہو اگر ایک فریق اس معاملے کا انکار کرے تو دوسرے فریق کے حق میں گواہ موجود ہوں جو گواہی دیں اسی طرح کسی کا حق تلف نہ ہو۔

(۱۷) جھوٹ سے پرہیز کرنا

جھوٹ سے پرہیز کے فلسفہ کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

''وَ تَرْكَ الْكَذِبِ تَشْرِيفاً لِلصِّدْقِ۔'' (41)

''جھوٹ سے علیحدگی کو فرض کیا سچائی کا شرف آشکارا کرنے کے لیے۔''

کذب اور دروغ سے اجتناب کا حکم اس لیے ہے تاکہ اس کی ضد یعنی صداقت کی عظمت و اہمیت نمایاں ہو اور سچائی کے مصالح و منافع کو دیکھ کر جھوٹ سے پیدا ہونے والی اخلاقی کمزوریوں سے بچا جائے۔ ایک حدیث نبوی میں ارشاد ہے:

"حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير، حدثنا أبو معاوية، ووكيع، قالا: حدثنا الأعمش، ح وحدثنا أبو كريب، حدثنا أبو معاوية، حدثنا الأعمش، عن شقيق، عن عبد الله، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "عليكم بالصدق، فإن الصدق يهدي إلى البر، وإن البر يهدي إلى الجنة، وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقا، وإياكم والكذب، فإن الكذب يهدي إلى الفجور، وإن الفجور يهدي إلى النار، وما يزال الرجل يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذابا۔" (42)

"حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے اوپر سچ بولنا فرض ہے کیونکہ سچ نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ جو شخص ہمیشہ سچ بولتا رہے گا اور بہت زیادہ سچ بولے گا یہاں تک کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں صدیق لکھا جائے گا۔ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فسق وفجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق وفجور انسان کو جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ اور جو شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا رہے گا اور اتنا کثرت سے جھوٹ بولے گا یہاں تک کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں جھوٹا لکھا جائے گا۔"

(۱۸) قیام امن

قیام امن کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی السلام کا ارشاد ہے:

"وَ السَّلَامَ أَمَاناً مِنَ الْمَخَاوِفِ۔" (43)

"قیامِ امن کو فرض کیا خطروں سے تحفظ کے لیے۔"

سلام کے معنی امن و صلح پسندی کے ہیں اور ظاہر ہے کہ صلح پسندانہ روش خطرات سے تحفظ اور جنگ و جدال کی روک تھام کا کامیاب ذریعہ ہے۔ عموماً شارحین نے سلام کو سلام و دعا کے معنی میں لیا ہے لیکن سیاق کلام اور فرائض کے ذیل میں اس کا تذکرہ اس معنی کی تائید نہیں کرتا۔ بہر حال اس معنی کی رو سے سلام خطرات سے تحفظ کا ذریعہ ہے اس طرح کہ اسے امن سلامتی کا شعار سمجھا جاتا ہے اور جب دو مسلمان آپس میں ایک دوسرے پر سلام کرتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی اور دوستی کا اعلان کرتے ہیں، جس کے بعد دونوں ایک دوسرے سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔

(۱۹) امانت

امانت کے فلسفہ کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"وَ الْأَمَانَةَ نِظَاماً لِلْأُمَّةِ۔" (44)

"امانتوں کی حفاظت کو فرض کیا امت کا نظام درست رکھنے کے لیے۔"

امانت کا تعلق صرف مال ہی سے نہیں بلکہ اپنے متعلقہ امور کی بجاآوری میں کوتاہی کرنا بھی امانت کے منافی ہے، تو جب مسلمان اپنے فرائض و متعلقہ امور کا لحاظ رکھیں گے تو اس سے نظم و نسق ملت کا مقصد حاصل ہو گا اور جماعت کی شیرازہ بندی پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔ اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔" (45)

ترجمہ: "خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو"

جب امانت کو ان کے اہل لوگوں تک منتقل کیا جائے گا تو کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہو گا جس کے نتیجے میں امت کا نظام درست ہو گا اور پورا معاشرہ امن و امان کا گہوارہ بن جائے گا۔

(۲۰) اطاعت

اطاعت کے بارے میں نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"وَالطَّاعَةَ تَعْظِيماً لِلْإِمَامَةِ." (46)

"اطاعت کو فرض کیا امامت کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے۔"

امامت کا مقصد یہ ہے کہ امت کی شیرازہ بندی ہو اور اسلام کے احکام تبدیل و تحریف سے محفوظ رہیں۔ کیونکہ اگر امت کا کوئی سربراہ اور دین کا کوئی محافظ نہ ہو تو نہ امت کا نظم و نسق باقی رہ سکتا ہے اور نہ احکام دوسرے کی دسبرد سے محفوظ رکھ سکتے ہیں اور یہ مقصد اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب امت ہر اس کی اطاعت بھی واجب ہو۔ اس لیے کہ اگر وہ مطاع اور واجب الاطاعت نہ ہو گا تو وہ نہ عدل و انصاف قائم کر سکتا ہے اور نہ ظالم سے مظلوم کا حق دلا سکتا ہے نہ قوانین شریعت کا اجراء و نفاذ کر سکتا ہے اور نہ دنیا سے فتنہ و فساد کے ختم ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح ایک مقام پر نہج البلاغہ میں امام کی ذمہ داریوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

"إِنَّهُ لَيْسَ عَلَى الْإِمَامِ إِلَّا مَا حُمِّلَ مِنْ أَمْرِ رَبِّهِ الْإِبْلَاغُ فِي الْمَوْعِظَةِ وَالِاجْتِهَادُ فِي النَّصِيحَةِ وَالْإِحْيَاءُ لِلسُّنَّةِ وَإِقَامَةُ الْحُدُودِ عَلَى مُسْتَحِقِّيهَا وَإِصْدَارُ السُّهْمَانِ عَلَى أَهْلِهَا." (47)

"امام کا فرض تو بس یہ ہے کہ جو کام اسے اپنے پروردگار کی طرف سے سپرد ہوا ہے اسے انجام دے اور وہ یہ ہے کہ وعظ و نصیحت کی باتیں ان تک پہنچائے۔ اور انہیں نصیحت کرنے میں پوری پوری کوشش کرے۔ سنت کو زندہ رکھے۔ جن پر حد لاگو ہوتی ہے ان پر حد جاری کرے اور حصوں کو ان کے اصلی وارثوں تک پہنچائے۔"

اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا." (48)

ترجمہ: "مومنو! خدا اور اس کے رسول کی کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب امر ہے ان کی بھی اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو اور یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔"

نتیجہ

اس مقالہ میں 20 احکام اسلامی کا فلسفہ بیان کیا گیا، جن میں سے ہر ایک حکم کو قرآن و حدیث کی روشنی میں مختصر انداز میں واضح کیا گیا۔ ایمان سے لے کر اطاعت تک، نماز سے لے کر نہی عن المنکر تک، ایک ایک فقرہ علوم و معارف کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر محسوس ہوتا ہے۔ ان میں عقائد سے لے کر عمل صالح تک، سیاست سے لے کر معاشرہ تک ہر ایک کو اعلیٰ انداز میں پیش کیا گیا۔

حوالہ جات

1۔ نہج البلاغہ ، مترجم مفتی جعفر حسین ، ناشر معراج کمپنی لاہور، سال طبع دسمبر 2013، قول:252

2 ۔ ایضا خطبہ 108

3 ۔ نہج البلاغہ ، قول:252

4 ۔ ایضا، صفحۃ685

5 ۔ ایضا خطبہ :108

6 ۔ القرآن کریم، سورۃالعنکبوت، آیت45

7 ۔ نہج البلاغہ ، قول:252

8 ۔ القرآن الکریم، سورۃ سبا، آیت:39

9 ۔ القرآن الکریم، سورۃالبقرہ، آیت:245

10 ۔ ایضا، آیت:261

11 ۔ صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ تعالی: فأما من إعطی واتقی - حدیث:1385

12 ۔ نہج البلاغہ ، قول:252

13۔ صحیح مسلم - کتاب الصیام باب فضل الصیام - حدیث:2016/ صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی: یریدون إن یبدلوا کلام اللہ - حدیث:7076

14 ۔ نہج البلاغہ ، قول:252

15 ۔ القرآن الکریم سورۃالحج، آیت:28

16 ۔ نہج البلاغہ ، قول:252

17۔ ایضا، خطبہ 108

18۔ القرآن الکریم، سورۃالبقرہ، آیت251

19۔ القرآن الکریم، سورۃالحج، آیت40

20۔ نہج البلاغہ ، قول:252

21۔ ایضا، قول:252

22 ۔ القرآن الکریم، سورۃ آل عمران، آیت110

23۔ نہج البلاغہ ، قول:252

24۔ ایضا، خطبہ 108

25۔ سنن الترمذی الجامع الصحیح ،إبواب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی تعلیم النسب، حدیث:1950

26۔ نہج البلاغہ ، قول:252

27۔ القرآن الکریم، سورۃالبقرہ، آیت179

28 ۔ نہج البلاغہ ، قول:252

29 ۔ صحیح البخاری - کتاب الحدود، باب إقامۃ الحدود والانتقام لحرمات اللہ - حدیث:6416

30۔ نہج البلاغہ ، قول:252

31۔ سنن الدار قطنی ۔کتاب الاشربۃ وغیرہا، حدیث:4045

32 ۔ القرآن الکریم، سورۃالمائدہ:آیت 90-91

33 ۔ نہج البلاغہ ، قول:252

34 ۔ القرآن الکریم، سورۃالمائدہ:آیت:38

35۔ نہج البلاغہ ، قول:252

36 ۔ القرآن الکریم، سورۃ بنی اسرائیل:آیت 32

37 ۔ نہج البلاغہ ، قول:252

38 ۔ القرآن الکریم، سورۃالاعراف،آیت 80-81

39 ۔ نہج البلاغہ ، قول:252

40 ۔ القرآن الکریم، سورۃالبقرہ،آیت:282

41 ۔ نہج البلاغہ ، قول:252

42 ۔ صحیح مسلم ۔کتاب البر والصلۃ والآداب، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ - حدیث:4828

43 ۔ نہج البلاغہ ، قول:252

44 ۔ ایضا، قول:252

45 ۔ القرآن الکریم، سورہ النساء،آیت 58

46 ۔ نہج البلاغہ ، قول:252

47 ۔ ایضا خطبہ 103، صفحہ 239

48 ۔ القرآن الکریم، سورۃالنّسِاء:59